RIGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD NO P/GDP-3

جلد ۲۵ — شمارہ ۴۴

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر، منیر الاسلام غوری

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN 143516

۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ ہجری — ۲۸ اخاء ۱۳۵۵ ہش — ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۶ء

اخبار احمدیہ

★ — قادیان ۲۶ اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف انگلینڈ کے ذریعہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضور بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

★ — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بہت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

★ — قادیان ۲۶ اخاء (اکتوبر) حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ ★ — قادیان ۲۶ اخاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

متقی بنو مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور شیطان کا اس میں کچھ حصہ نہ ہو

استغفار کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے

ملفوظات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) "تقویٰ والے پر خدا کی ایک تجلی ہوتی ہے۔ وہ خدا کے سایہ میں ہوتا ہے مگر چاہیئے کہ تقویٰ خالص ہو اور اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ ہو۔ ورنہ شرک خدا کو پسند نہیں۔ اور اگر کچھ حصہ شیطان کا ہو تو خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ سب شیطان کا ہے۔ تقویٰ کا مضمون باریک ہے اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے .... جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں اصل تقویٰ ہے اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو۔ بلکہ حصولِ تقویٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اس کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کی منازل کو طے کرو انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔ جتنے نبی آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ تقویٰ کی راہ سکھلائیں۔" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

(۲) "وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ" یاد رکھو کہ دو چیزیں اس اُمّت کو عطا فرمائی گئی ہیں ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اُٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے۔ اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے اس کے ساتھ روح کو ایک قوت ملتی ہے۔ اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے۔ جسے قوت لینی مطلوب ہو وہ استغفار کرے۔ غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ استغفار سے انسان ان جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں۔ پس استغفار کے یہی معنے ہیں کہ زہریلے مواد جو حملہ کر کے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ ان پر غالب آوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھلائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے اور دوسرا تریاقی مادہ ہے۔ جب انسان تکبر کرتا ہے اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا تو سمی قوت غالب آجاتی ہے۔ لیکن جب اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کی روح گداز ہو کر بہہ نکلتی ہے اور یہی استغفار کے معنی ہیں یعنی یہ کہ اس قوت کو پا کر زہریلے مواد پر غالب آجاوے۔

غرض اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت پر یوں قائم رہو اوّل رسولؐ کی اطاعت کرو۔ دوسرے ہر وقت خدا سے مدد چاہو۔ ہاں پہلے اپنے رب سے مدد چاہو جب قوت مل گئی تو تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ یعنی خدا کی طرف رجوع کرو۔" (الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹، ۲۰، ۲۱ فتح دسمبر ۱۳۵۵ھش / ۱۹۷۶ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ فتح دسمبر ۱۳۵۵ ہش (۱۹۷۶ء) کو منعقد ہوگا جملہ جماعتہائے احمدیہ اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تا احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۸ اخاء ۱۳۵۵ ہش

"THE MASSAGE"

فلم "دی میسیج" اور اُس کی نمائش!

مُسلم ممالک کے پُرزور احتجاج اور متعدد مسلم حکومتوں کی طرف سے امتناعی اقدامات کے باوجود دلآزار فلم مکمل ہو کر نمائش کے لئے پیش کر دی گئی۔ اور اب برطانیہ کے بہت سے سینما ہالوں میں دکھائی جانے لگی ہے۔ زور دار احتجاج کا اثر صرف اس قدر ہوا کہ فلم کا نام "محمدؐ" پکارے جانے کی بجائے اب اسے "دی میسیج" نام دے دیا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مفروضہ شبیہ کو فلمی پردہ پر پیش کرنے سے اجتناب کر لیا گیا۔ باقی یہ فلم میں باقی کے جملہ نقائص برقرار ہیں۔ تعجب ہے کہ اس پرچہ میں دوسری جگہ اس فلم سے متعلق ایک مفصّل معلوماتی مضمون ایک غیر از جماعت تنظیم کے سرکردہ رکن کا بجنسہٖ نقل کیا جا رہا ہے جس کے مطالعہ سے مذکورہ فلم کے بارہ میں بہت کچھ معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔

اخبار بدر کے ان کالموں میں قبل ازیں ایسی فلم کے بارہ میں ہم کئی بار اظہار خیال کر چکے ہیں۔ جس کا نقطہ مرکزی یہی رہا ہے کہ ہم کسی بھی ایسی فلم کے بنائے جانے اور نمائش کے لئے پیش کئے جانے کے نہ صرف سرے سے مخالف ہیں بلکہ اس رنگ کی تمام مساعی کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت درجہ نقصان دہ اور غیر مفید سمجھتے ہیں۔ اس امر میں تو کوئی دوسری رائے ممکن ہی نہیں کہ نہایت درجہ مقدس اور قابلِ صد احترام روحانی وجودوں کا سوانگ بھر کر پیشہ ور اداکاروں کے ذریعہ گزرے ہوئے مقدس لوگوں کے حالات اور کردار کو فلمی پردہ پر پیش کیا جانا نہ صرف ان بزرگان کی ہتک ہے بلکہ خود مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی نشوونما کے لئے بھی مضرت رساں ہے۔ فی زمانہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو بیشمار فتنے اور آزمائشیں سر نکال چکی ہیں فلمی صنعت کی طرف سے یہ ایک جدید مگر بہت بڑا فتنہ ہے جس کے خطرناک نتائج کا ممکن ہے ابھی سب مسلمانوں کو ادراک نہ ہو۔ لیکن باشعور طبقہ اس سے غافل نہیں ہے۔ اسی لئے تو اس کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے۔ لیکن دنیا کے اس افسوسناک رجحان کا کیا جائے کہ آپ لوگوں کی کراہت اور بیزاری کے باوجود بیشمار ایسی باتیں آپ کے سامنے ہوتی چلی جاتی ہیں جن کا روکنا آپ کے بس میں نہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہمیشہ ہی پیشِ نظر رکھنی چاہیئے۔ جس میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جب تم کوئی منکر بات دیکھو تو اوّل اس کو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرو اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو کم سے کم دل میں اسے بُرا مناؤ اور فرمایا کہ یہ کمزور ترین ایمان کا تقاضہ ہے۔

اس لئے زیرِ نظر فلم کی روک تھام کا وہ مرحلہ تو ہاتھ سے جاتا رہا اب اس کی ممکن صورت یہی ہے کہ مسلمانوں کو اس کے مضرات اور نتائج بد سے بچانے کی کوشش کی جائے ہمیں خوشی ہے کہ وہ بات جو آج سے کچھ عرصہ قبل انہی کالموں میں ہم نے قابلِ عمل صورت کے طور پر بیان کی تھی۔ برادرانِ اسلام کا باشعور طبقہ اس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ عامۃ المسلمین کے دینی شعور کو بیدار کیا جائے اور ان کو اس فلم کا مکمل بائیکاٹ کرنے پر آمادہ کیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف زیرِ نظر فلم ہی اپنی موت آپ مر جائے گی بلکہ آئندہ کے لئے کسی بھی فلمساز کو ایسے موضوعات پر اپنا سرمایہ لگانے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

مگر یہ بات کہنے میں جس قدر آسان معلوم ہوتی ہے اسی قدر عمل کے اعتبار سے نہ صرف مشکل بلکہ مسلمانوں کے بگڑے مزاج کے پیشِ نظر ناممکن سی نظر آتی ہے۔ جہاں تک احمدیہ جماعت کا تعلق ہے خدا کے فضل و کرم سے وہ تو پہلے ہی اپنے محبوب امام کی ہدایات کے تحت عموماً فلموں کے دیکھنے سے حتی المقدور پرہیز کرتے ہیں۔ وہ کسی ایسی فلم میں کیوں دلچسپی لینے لگے جو دینی اور روحانی پہلو سے نہایت درجہ مضرت رساں اور بزرگانِ سلف کی ہتک کا پہلو لئے ہوتے ہو اس لئے اب دیکھنا یہ ہے کہ انگلستان میں قائم شدہ اسلامک مشن کے جوائنٹ سیکرٹری صاحب کی اس اپیل کا یہاں کے عامۃ المسلمین کس حد تک اثر قبول کرتے ہیں اور یہ اثر کس حد تک دیرپا ثابت ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ ایک اور بات بھی اس موقعہ پر ضروری طور پر قابلِ ذکر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اور بار بار کا عملی تجربہ ہے کہ جب کبھی کوئی ایسی بات اسلام اور مسلمانوں کے دینی نقطۂ نظر سے نقصان دہ ہوتی ہے یا دلآزاری کا باعث نظر آتی ہے اس پر چند روز کے لئے تو مسلم اخبارات میں بڑا شور دکھائی دیتا ہے۔ بڑے زور دار مضامین شائع ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی شخصیات اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی ہیں۔ لیکن چند روز کے بعد یہ بات آئی گئی ہو کر رہ جاتی ہے گویا ایک وقتی جوش تھا۔ جو کچھ دیر رہا اور پھر خود بخود ٹھنڈا پڑ گیا حالانکہ دینی اور روحانی معاملات میں تربیتی نقطۂ نظر سے ایسے وقتی جوش و خروش دکھانے چنداں مفید نہیں ہوتے اس کے لئے تو مسلسل جدوجہد اور بار بار کے وعظ و تلقین اور ساتھ ہی ساتھ اچھے عملی نمونہ کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ پس اگر اسلام اور مسلمانوں سے حقیقی درد رکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ "دی میسیج" نامی فلم فی الواقع مسلمانوں اور اسلام کے لئے نقصان دہ ہے تو اس کے لئے سبھی مسلمانوں کے دینی شعور کو بیدار کرنے اور بیدار رکھنے کی جدوجہد جاری رہنی چاہیئے یہ کام ان سماجی تنظیموں اور اصلاحی جماعتوں کے کرنے کا ہے جو مسلمانوں کے چندوں سے تشکیل پاتی ہیں اور اس کے عہدیدار عامۃ المسلمین کی دینی اور روحانی اصلاح و تربیت کا دم بھرتے ہیں مگر ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ آج بڑے زوردار الفاظ میں کسی بات کی ندا کر رہے ہیں چند روز بیت جانے کے بعد وہی اس کے خود مرتکب ہوتے نظر آجائیں گے ایسی صورت میں مسلمانوں کی حالت بنی اسرائیل کی اس حالت سے چنداں مختلف نہیں ہے جس کا تذکرہ حدیثِ نبوی میں بڑے ہی عبرت انگیز طریق پر ہوا ہے۔

ابوداؤد میں مذکورہ حدیث شریف کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہلے پہلے بنی اسرائیل میں جس طور سے (معاشرتی) نقص آیا ہے اس کی صورت اس طرح ہوئی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملا اسے کسی منکر میں پاکر پہلے تو اسے مجتنب رہنے کی تلقین کی۔ لیکن اگلے روز جب اسے اسی حالت میں پایا تو نہ صرف یہ کہ اسے منع نہ کیا بلکہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ اور ہم نشین بن گیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل نے عمومی طور پر اس طریق کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالےٰ نے ان پر ایسی مار ماری کہ بالآخر وہ خدا کی اس لعنت کے مورد بن گئے جس کا ذکر سورۃ المائدہ آیت نمبر ۷۷ تا ۸۱ میں آتا ہے جس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔۔۔۔۔ الآیات

اگرچہ اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کو بڑی سختی کے ساتھ اس طریق سے مجتنب رہنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے اور آج اُمّتِ محمدیہ کے بارہ میں تقدیر کے وہ نوشتے لفظ بلفظ پورے ہو رہے ہیں جن کی طرف خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں صریح اشارہ ملتا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ کے افراد بھی اپنے دورِ تنزّل کے وقت بنی اسرائیل کے قدم بقدم چلیں گے کاش آج کے مسلمان حضور کے ان الفاظ سے عبرت حاصل کریں اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

انگلستان میں تو اس دلآزار فلم کی نمائش شروع ہو گئی اب اس بات کا بہت زیادہ اندیشہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ جلد یا بدیر اس فلم کی نمائش کہیں ہمارے اپنے ملک میں شروع نہ ہو جائے اس لئے اندرونِ ملک کے بہت سے اخبارات اور اسلامی تنظیمیں حکومت سے درخواست کر رہی ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت کے مذہبی جذبات کی خاطر کم سے کم ہندوستان میں اس دلآزار فلم کی نمائش پر پابندی لگا دی جائے۔ ہم اس کی تائید کرتے ہوئے اپنی پہلی بات کا اعادہ کریں گے کہ مخصوص ملک میں حکومت کی طرف سے پابندی لگانے سے زیادہ بڑی بات تو یہ ہے کہ خود مسلمانوں کے دلوں میں اس فلم کی قباحت اور اس کے روحانی مضرات اور بُرے نتائج کو راسخ کرنے کی ہے جیسا کہ جماعتِ احمدیہ نے اپنے احباب جماعت کے دلوں میں اس بات کو خوب راسخ کر دیا ہے اور خدا کے فضل سے ان کے بیشتر افراد ایسی باتوں میں حصہ لینے سے پرہیز کرتے ہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ دوسری دینی تنظیمیں اپنے اپنے حلقۂ اثر کے دوستوں کو معقولیت کے ساتھ اس کی قباحت ذہن نشین

(باقی ص۱۱ پر دیکھئے)

"لاتعداد مسائل سے دوچار نوعِ انسان کی بقا اور اسکی فلاح کا واحد ذریعہ صرف اور صرف اسلام ہے"

"اسلام ہی وہ مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کیساتھ زندہ تعلق قائم کرکے انسان کو آسمانی رہنمائی سے مشرف کر دکھاتا ہے"

امریکہ کے اہم شہر نیویارک میں وسیع پیمانہ پر منعقدہ پریس کانفرنس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا پُرشوکت اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ دورہ امریکہ میں مورخہ ۵ اگست ۱۹۷۶ء نیویارک میں وسیع پیمانہ پر منعقدہ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا نہایت پُرشوکت الفاظ میں اعلان فرمایا کہ تاریکی اور بے راہ روی کے موجودہ دور میں لاتعداد مسائل سے دوچار نوعِ انسان کی بقا اور اس کی فلاح کا واحد ذریعہ صرف اور صرف اسلام ہے۔ حضور نے فرمایا موجودہ دور میں انسانیت اپنے مقصدِ حیات کو فراموش کرکے یکسر تاریکی میں بھٹک رہی ہے۔ عقل پر کلی انحصار کے نتیجہ میں انسانیت کو درپیش مسائل حل نہیں ہو رہے بلکہ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان نے خدا تعالیٰ سے تعلق منقطع کرکے آسمانی ہدایت کے دروازے اپنے پر بند کر لئے ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ نوعِ انسان کا زندہ تعلق قائم نہیں ہوگا درپیش مسائل کبھی حل نہیں ہوں گے۔ اور چونکہ جملہ مذاہب میں سے صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیم پر عمل پیرا ہوکر نوعِ انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو سکتا ہے اور اسے آسمانی رہنمائی میسّر آسکتی ہے اس لئے اسلام سے منہ موڑ کر یا اس سے دُور رہ کر انسانیت کی بقا اور اس کی فلاح کی اُمید رکھنا محض بیکار اور عبث ہے انسانیت کو فلاح کا منہ دیکھنا اس وقت ہی نصیب ہوگا جب وہ اسلام کی آغوش میں آکر اُس کی بے مثال و لازوال تعلیم کو اپنا دستور العمل بنائے گی۔

۵ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعرات

۵ اگست کو حضور ایدہ اللہ نے پریس کانفرنس سے خطاب فرمانے کے علاوہ ایک استقبالیہ تقریب میں بھی شرکت فرمائی جس کا جماعتِ احمدیہ نیویارک نے حضور ایدہ اللہ کے اعزاز میں بہت وسیع پیمانہ پر اہتمام کیا تھا۔ اس میں قریباً اٹھارہ ملکوں کے U.N.O کے سفارتی نمائندے، اقوامِ متحدہ کے اداروں کے بعض افسران اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سربرآوردہ شہری بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور دُنیا کو درپیش مسائل کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ کے بصیرت افروز ارشادات سے مستفیض ہوئے۔ ان ہر دو تقاریب کی کسی قدر تفصیلی رپورٹ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

پریس کانفرنس سے خطاب

حسب پروگرام حضور ایدہ اللہ نے ۵ اگست کو دس بجے صبح پریس کانفرنس سے خطاب فرمانا تھا۔ کانفرنس کا اہتمام نیویارک کے بلند پایہ والڈ ورف اسٹوریا ہوٹل کی تینتیسویں منزل پر حضور کے کمرہ سے ملحق بہت وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ دس بجے صبح تک مختلف اخبارات، نیوز ایجنسیوں اور ٹیلیویژن کے ستر نمائندے (صحافی اور فوٹوگرافرز) وہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں ٹیلیویژن کے فری لانس صحافی مسٹر سٹنگ روف مین، مسٹر انٹے لوف اور مسز لنٹے لوف، بلالین نیوز ایجنسی کے مسٹر احمد عبدالسلام اور مسٹر یوسف عبدالسلام، الیفرو امریکن نیوز ایجنسی کی ذکیہ نورالدین، اخلاص الامین محمد اور لطیفہ عبدالصبور ظہیرہ صاحبہ۔ "دی ہڈسن ڈسپیچ" کے مسٹر سگمنڈ ماکن، مس ڈنسمور، مسٹر آر بیبر، "دی ہیرلڈ نیوز" کے مسٹر پال البرٹا۔ "دی نیوز کالم" کے ڈاکٹر مے۔ "دی ایمسٹرڈم نیوز" کے مسٹر براؤن۔ "نیو یارک پریس" کے مسٹر مارسینی۔ پریس فوٹو گرافرز مسٹر مورٹن جیروم اور والڈورف اسٹوریا کے فوٹو گرافر مسٹر میتھیو شامل تھے۔

وقت مقررہ پر جب حضور پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کی غرض سے ڈرائنگ روم میں تشریف لائے تو نمائندگانِ پریس نے احتراماً کھڑے ہوکر حضور کا استقبال کیا اور باری باری اپنا تعارف کرا کے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے صدر جگہ پر رونق افروز ہوکر نمائندگانِ پریس کے سوالوں کے انگریزی میں جواب دیئے

اس سوال کے جواب میں کہ آپ امریکہ کس غرض کے ماتحت آئے ہیں حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ دُنیا کی صحیح سمت کی طرف رہنمائی کرے اسی لئے اُس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ سو جو چیز مجھے یہاں لائی ہے وہ یہ ہے کہ میں اہلِ امریکہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس زمانہ میں نوعِ انسان نے اپنے مقصد کو فراموش کر دیا ہے اور وہ سراسر بے مقصد زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اس زمانہ میں عقل ہی کو سب کچھ سمجھ کر مسائل کے حل کے لئے کافی سمجھ لیا گیا ہے اور یہ باور کر لیا گیا ہے کہ ہم اپنی عقل اور سمجھ بوجھ کے بل پر ہر قسم کی مشکلات پر قابو پالیں گے اور اپنے مسائل کو حل کر لیں گے اس میں شک نہیں عقل ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس سے کام لے کر انسان نے اس دُنیا میں بہت کچھ فائدہ اُٹھایا ہے لیکن عقل ہی سب کچھ نہیں ہے۔ عقل کی بناء پر انسان غلط راستہ پر بھی پڑ سکتا ہے بلکہ بسا اوقات پڑ جاتا ہے۔ اگر اونچے پایہ کے دس دانشور روس کے لے لیں اور دس دانشور امریکہ کے لے لیں اور کسی ایک امر کے بارہ میں ان کی رائے معلوم کریں تو ان کی رائے میں یقیناً اختلاف ہوگا۔ طب کے ہی میدان کو لے لیں۔ برطانیہ کے ماہرینِ طب کا خیال ہے کہ بڑی عمر کے لوگوں کو کیلشیم استعمال نہیں کرنا چاہیئے اس کے استعمال سے کئی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ برخلاف اس کے امریکہ کے ماہرینِ طب کی رائے یہ ہے کہ بڑھاپے میں کیلشیم ضرور استعمال کرنا چاہیئے اس کے استعمال سے نہ صرف یہ کہ کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی بلکہ کیلشیم کی کمی پوری ہونے سے ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور بڑھاپے میں انسان کئی عوارض سے محفوظ رہتا ہے۔ دانشوروں میں اس اور اسی قسم کے دوسرے اختلافات سے صاف عیاں ہے کہ صرف عقل کی رہنمائی کافی نہیں ہے۔ اگر عقل ہی کافی ہوتی تو دانشوروں کی آراء میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ عقل سب کو ہی ایک نتیجہ پر پہنچاتی۔ لیکن ایسا نہیں ہے یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ محض عقل پر بھروسہ ناکافی ہے۔ پھر اس سے دو اور دو چار کی طرح یہ امر بھی ثابت ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ عقل کے علاوہ بھی کوئی اور سہارا ایسا ہونا چاہیئے جس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ اور وہ ہمارے نزدیک اللہ کا سہارا ہے

حضور نے عقل کی نارسائی کو واضح کرنے کے علاوہ اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی کہ انسان کو اللہ کے سہارے کی کیوں ضرورت ہے اور یہ کس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مذہب کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو جائے۔ جب کسی انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو جاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ ہر آڑے وقت میں اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اسے اپنی تائید و نصرت سے نوازتا ہے۔ وہ پھر عقل کے رحم و کرم پر نہیں ہوتا بلکہ ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا خود اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی عقل ٹھوکر کھانے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ جملہ مذاہب میں سے صرف اسلام وہ زندہ مذہب ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ جو لوگ صحیح معنوں میں اسلام کی تعلیم کو اپنا دستور العمل بناتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا زندہ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے آج دُنیا اپنے مقصد کو بھول چکی ہے اور مجرد عقل کے پیدا کردہ اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔ پچھلے مسئلے حل نہیں ہوتے اور بنی نوعِ انسان ہیں کہ نت نئے مسائل سے دوچار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کی بقا اور فلاح کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا ہوکر خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کریں اور اس سے روشنی حاصل کرکے اپنے مسائل حل کریں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اسلام کے بغیر نوعِ انسان کی بقا اور فلاح کی کوئی اُمید نہیں ہے۔

ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے اور ان کا مابہ الامتیاز کیا ہے؟ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آگئی ہے۔ بائیبل میں بھی اور بعض دوسری مذہبی کتابوں میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ایک مقرب ظاہر ہوں گے اور دُنیا کو جو جو مسائل درپیش ہوں گے انہیں حل کریں گے۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ

میں اپنے ایک عظیم رُوحانی فرزند کے مبعوث ہونے کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ آپؐ کا وہ عظیم رُوحانی فرزند مہدی ہوگا اور وہ اسلام کو دُنیا میں غالب کرے گا اور اس طرح دُنیا کو عقل کے پیدا کردہ اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لائے گا۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام وہ موعود مہدی ہیں اور اب آپ کے ذریعہ ہی اسلام دنیا میں غالب آئے گا اور تمام بنی نوع انسان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہوگا۔ دُوسرے مسلمانوں نے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم رُوحانی فرزند یعنی مہدیٔ موعود کو تسلیم نہیں کیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مہدی نے ابھی مبعوث ہونا ہے۔

حضور نے اس امر کا اعلان کرتے ہوئے کہ ایک دن اسلام دُنیا میں غالب آکر رہے گا' بتایا دُنیا ایک انقلاب کے بعد دوسرے انقلاب میں سے گزرتی چلی آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو چار قسم کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ ایک جسمانی دوسرے ذہنی تیسرے اخلاقی اور چوتھے رُوحانی۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اس کی ان چاروں قسم کی صلاحیتوں کی کامل نشوونما ہو۔ ان میں سے کسی ایک قسم کی صلاحیتوں کی نشوونما سے اسے محروم کرنے کا نام exploitation ہے۔ اس زمانہ میں اب تک جو انقلاب آئے ہیں وہ اسی لئے ناکام ثابت ہوتے رہے ہیں کہ ان میں اوّل الذکر دو قسم کی صلاحیتوں کی نشوونما پر زور دیا گیا لیکن باقی دو صلاحیتوں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ پہلا انقلاب جس میں جسمانی صلاحیتوں کی نشوونما پر زور دیا گیا تھا سرمایہ دارانہ نظام کی شکل میں دُنیا کے سامنے آیا۔ اس میں زیادہ سے زیادہ مادی فوائد کے حصول کو اہمیت دی گئی تھی جب سرمایہ داروں نے عوام کو حاصل کردہ مادی فوائد میں شریک کرنے سے انکار کیا تو دوسرا انقلاب کمیونزم کی شکل میں رُونما ہُوا۔ اس میں جسمانی ہی نہیں ذہنی صلاحیتوں کی نشوونما کو بھی اہمیت دی گئی۔ لیکن اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کا انکار کر کے اُن کے پنپنے کا راستہ یکسر مسدود کر دیا گیا۔ تیسرا انقلاب یعنی سوشلسٹ انقلاب کی شکل میں نمودار ہُوا ہے اس میں اخلاقی پہلو پر بھی زور دیا گیا ہے لیکن یہ انقلاب ابھی ابتدائی حالت میں ہے' نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کہاں تک کامیاب ہوگا یا کامیاب ہوگا بھی یا نہیں لیکن ایک چوتھا انقلاب بھی ہے جس کی بنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت کے ساتھ پڑ چکی ہے اور وہ ہے حقیقی اسلامی انقلاب۔ اس کا مقصد بنی نوع انسان کی چاروں قسم کی صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے ذریعہ ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل تعلق پیدا کر دکھانا ہے۔ ابھی اس انقلاب کے ابتدائی آثار ہی نمودار ہوئے ہیں اور بالعموم دنیا والے اس سے بے خبر ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ یہ انقلاب رونما ہو کر رہے گا اور یہ اپنے کمال کو اس وقت پہنچے گا جب تمام بنی نوع انسان اسلام کو زندہ مذہب کے طور پر اختیار کرلیں گے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ وقت آنیوالا ہے کہ جب اہل امریکہ ہی نہیں بلکہ رُوئے زمین پر بسنے والے تمام انسان اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر نئے انسان بن جائیں گے کیونکہ جسمانی' ذہنی' اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے نتیجہ میں انہیں ان کا اصل اور جائز حق پورا پورا مل جائیگا اور ہر قسم کی exploitation کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔

اس سوال کے جواب میں کہ یہ انقلاب کب اپنے کمال کو پہنچے گا آپ نے فرمایا ہم اپنی جماعتی زندگی کی پہلی صدی میں سے گزر رہے ہیں جس کے پورا ہونے میں چودہ پندرہ سال باقی ہیں۔ یعنی چودہ پندرہ سال بعد دوسری صدی شروع ہو جائے گی۔ یہ دوسری صدی اسلام کی فتح کی صدی ہے۔ اس صدی میں اسلام دُنیا میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ ساری دنیا پر چھا جائے گا۔ سو یہ حقیقی اسلامی انقلاب اپنے کمال کو پہنچنے میں سَو سال سے زیادہ عرصہ نہیں لے گا۔ اور سو سال کا عرصہ قوموں کی تاریخ میں کوئی زیادہ لمبا عرصہ نہیں ہوتا اسلام جو انقلاب لانا چاہتا ہے وہ کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ وہ انسانی فطرت میں پوشیدہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اسلام میں کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو انسانی فطرت کے خلاف ہو۔ اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو اسلام کا بہرحال غالب آنا یقینی ہے۔

اُس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ ہم یہ انقلاب کس طرح لائیں گے' حضور نے فرمایا ہم تشدّد سے نہیں بلکہ محبت سے پیار سے اور بے لوث خدمت سے لوگوں کے دل جیتیں گے اور اس طرح ان کے دل اسلام کی طرف مائل کریں گے۔ محبت' پیار اور بے لوث خدمت میں خدا نے بڑی کشش رکھی ہے۔ مزید فرمایا میرے دل میں کسی کے خلاف کوئی دُشمنی نہیں ہے اور نہ ہی کسی کے خلاف حقارت کے جذبات ہیں۔ میں باطل نظریات اور باطل عقائد کا مخالف ضرور ہوں لیکن نوعِ انسان کا ہمدرد اور بہی خواہ ہوں اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت محبت و پیار اور بے لوث خدمت کے ذریعہ ان کے دِل اسلام کے لئے جیتنا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۰ء میں میں مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں گیا اور میں نے وہاں محسوس کیا کہ یہاں کے لوگوں کو ہماری خدمت کی ضرورت ہے' تو میں نے اُن سے وعدہ کیا کہ میں ان کے ہاں سولہ ہسپتال اور اتنی ہی تعداد میں ہائر سیکنڈری سکول کھولنے کی کوشش کروں گا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے دو سال کے اندر اندر یہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے پانچ ہسپتال گیمبیا میں' چار سیرالیون میں' چار گھانا میں' ایک لائبیریا میں اور تین نائیجیریا میں کامیابی سے چل رہے ہیں اور دن بدن ان کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ اسلام موجودہ زمانہ کے مسائل کو کس طرح حل کرے گا؟ حضور نے فرمایا موجودہ زمانہ میں انسانیت کو جو مسائل درپیش ہیں وہ اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ انصاف اور دیانتداری سے کام نہیں لیا جاتا۔ ہر فرد دوسرے فرد کے ساتھ اور ہر قوم دوسری قوم کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور اس طرح دیانتداری کی جگہ دھوکہ نے لے لی ہے اسلام انصاف اور دیانتداری کا علمبردار ہے اور اس میں کسی تفریق کا روادار نہیں۔ اگر بنی نوعِ انسان یہ سیکھ لیں کہ ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کریں گے اور وہ دیانتداری اختیار کریں گے تو مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔

ایک نامہ نگار نے دریافت کیا کہ آپ کی جماعت گزشتہ پچاس سال سے تبلیغ کر رہی ہے اِن پچاس سال کے اندر کیا انقلاب آیا ہے۔ حضور نے فرمایا مذہب کا تعلق دل سے ہے۔ دِل کو جبر سے نہیں بدلا جا سکتا۔ جب میں کہتا ہوں کہ رُوئے زمین کے تمام انسان اسلام قبول کرلیں گے اس سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ سب کو بالجبر مسلمان بنالیا جائیگا بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا یہ تسلیم کرلے گی کہ تمام انسانوں کی خداداد صلاحیتوں کی کامل نشوونما کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اُس وقت لوگ خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ ہم محبت سے پیار سے اور بے لوث خدمت کے ذریعہ مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش رائیگاں نہیں جا رہی۔ رفتہ رفتہ دِل اثر قبول کر رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ وہ مکمل طور پر بدل جائیں گے اُس وقت ان کے لئے اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے گا۔ وہ خود بخود اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ جماعتِ احمدیہ نے اس عرصہ میں اس سے زیادہ ترقی حاصل کی ہے جتنی مسیح علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی میں حاصل کی تھی۔

جب نامہ نگار نے عورتوں کے حقوق نیز مَردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کے متعلق سوال کیا تو حضور نے اس کا تفصیلی جواب دیا اور فرمایا کہ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کو ان کے حقوق دلائے ہیں اور ان کے لئے ہر قسم کی مادی اور روحانی ترقی کے دروازے کھولے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان کی (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) خداداد صلاحیتوں کی کامل نشوونما ضروری ہے جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہیں ان کی بھی کامل نشوونما ہونی چاہیئے اور جو صلاحیتیں عورت کو عطا کی گئی ہیں ان کی بھی کامل نشوونما کا پورا پورا انتظام ہونا چاہیئے۔ اس لحاظ سے اسلام مَردوں اور عورتوں میں مساوات کا علمبردار ہے اگر کسی عورت کو خدا تعالیٰ نے اعلیٰ ذہن عطا کیا ہے اس کا یہ حق ہے کہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرے۔ جو لوگ عورتوں کو تعلیم سے روکتے ہیں وہ بُرا کرتے ہیں ہم عورتوں کو حصولِ تعلیم سے روکنے کے خلاف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ربوہ میں عورتوں میں تعلیم کا معیار بلند ہے۔ وہاں قریباً سَو فیصد عورتیں خواندہ ہیں۔ اسی طرح اسلام کی رو سے مَردوں کی طرح عورتیں بھی رُوحانی طور پر ترقی کر کے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر سکتی ہیں اور اس کے فضلوں کو جذب کر سکتی ہیں

ایک نامہ نگار نے پوچھا کیا عورت امام بن سکتی ہے؟ حضور نے اس پر سوال کیا امام بننے سے اُس کی کیا مُراد ہے؟ اُس نے کہا میری مراد یہ ہے کہ کیا عورت نماز کی امامت کرا سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا آپ کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ ہر ماہ چند ایام میں عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ یہ مجبوری فطرت نے اس کے ساتھ لگائی ہوئی ہے۔ اس بنا پر مَردوں کی طرح اس کے امام بننے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہاں وہ اپنے حلقہ میں اخلاقی اور رُوحانی طور پر ترقی کر کے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر کے لیڈر بن سکتی ہے مرد اور عورت برابر ہیں ان معنوں میں کہ دونوں اپنے اپنے حلقہ میں اپنی صلاحیتوں کی کامل نشوونما کے ذریعہ ترقی کر سکتے ہیں۔ یہ ان کا حق ہے اور انہیں ملنا چاہیئے۔ ہاں اگر دونوں کی صلاحیتیں کسی لحاظ سے مختلف ہیں تو یہ اختلاف فطرت کا پیدا کردہ ہے۔ ترقی کے یکساں مواقع کے باوجود

(آگے صفحہ ۹ کالم ۳ و ۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

منقولات

فلم "دی میسیج" کی شرعی حیثیت اور اس کے مجموعی تاثر کا بیان
(THE MESSAGE)

مصطفیٰ عقاد کی مشہور فلم "دی میسیج" کی نمائش یورپ میں شروع ہو چکی ہے۔ ایک غیر از جماعت تنظیم "ورلڈ اسلامک مشن بریڈ فورڈ انگلینڈ" کے جوائنٹ سیکرٹری محمد قمر الزمان اعظمی کا ایک مبسوط مضمون اس فلم کی شرعی حیثیت اور اس کے مجموعی تاثر کے بیان پر مشتمل مختلف اخبارات میں شائع ہوا ہے، جسے قارئین بدر کی معلومات کی خاطر ذیل میں مکمل طور پر نقل کیا جاتا ہے ـــــ اس بارہ میں ہمارا نقطۂ نظر دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے ـــــ (ایڈیٹر بدر)

"مکرمی! آپ کے مؤقر جریدہ کے ذریعہ میں مسلمانانِ عالم کو مصطفیٰ عقاد کی مشہور فلم دی میسیج The Message کی شرعی حیثیت اور اس کے مجموعی تاثر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ فلم دیکھنے والے اس کے مضرات اور نقصانات سے بچ سکیں اور شریعت کی اتباع کرنے والے اس فلم کو کارِ ثواب کے بجائے حرام و ناجائز سمجھ کر دیکھنے سے بچیں جیسا کہ مسلمانانِ عالم کو معلوم ہے کہ اس فلم کا پروپیگنڈہ کم و بیش چار سال سے زور و شور کے ساتھ کیا جا رہا تھا اور اب وہ برطانیہ کے بہت سے سینما ہالوں میں دکھائی جا رہی ہے حالانکہ مسلمانانِ عالم نے اس فلم کی شدت سے مذمت کی ہے اور بعض مسلم مملکتوں نے تو اپنے سفارتی ذرائع کو استعمال کر کے اس فلم کو رکوانے کی کوشش کی تھی لیکن ان تمام مذمتوں اور کوششوں سے صرف اتنا ہوا کہ اس فلم کا نام MOHAMMED (محمد) کی بجائے THE MESSAGE رکھ دیا گیا۔ اور حضور کی مفروضہ شبیہ پیش کرنے سے اجتناب کیا گیا۔ حالانکہ جن لوگوں نے اختلاف کیا تھا وہ اختلاف پوری فلم سے تھا نہ کہ صرف نام سے۔ لیکن بار بار کی فریب خوردہ اور سادہ لوح قوم کو مزید فریب دینا آسان ہے۔ چنانچہ نام کی تبدیلی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس طرح ناجائز فلم جائز ہو گئی ـــــ میں اس سے پہلے کہ اس فلم کی شرعی حیثیت پر گفتگو کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مجموعی تاثر کو ناظرین کے سامنے پیش کر دوں تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس فلم کو عقلاً بھی جائز نہیں قرار دیا جا سکتا اور اس کی نمائش مسلمانانِ عالم کو فریب دینے کے مترادف ہے۔

(۱) اس فلم میں حضرت حمزہؓ، حضرت خالدؓ، حضرت ابو سفیانؓ، حضرت زیدؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر بہت سے صحابہ کرام کی تصاویر اور ان کے تمثیلی کرداروں کو پیش کیا گیا ہے ان تصاویر کو دیکھنے کے بعد پردۂ خیال پر صحابہ کرام کی غلط تصاویر مرتسم ہو جاتی ہے اور فلم دیکھنے والے جب بھی اس عظیم و جلیل شخصیت کا نام پڑھیں گے یا سنیں گے یا ان کے بارے میں سوچیں گے تو ان کے ذہنوں میں The Message کی پیش کردہ تصاویر موجود ہوں گی اور نفسیاتی اعتبار سے ان سے چھٹکارا ناممکن ہو گا۔ اسی طرح ان کے عظیم و جلیل کردار بھی اسی معیار پر جانچے جائیں گے جو معیار فلم کے اندر پیش کیا گیا ہے اور یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ صحابہ کے عظیم کردار کی عظمت کو فلم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(۲) مستشرقینِ یورپ جو اسلام کے بد ترین دشمن ہیں دنیا کو ہمیشہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ اسلام کا یہ عظیم انقلاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کی وجہ سے نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ان کی حکمتِ عملی اور ان کے عسکری تدبر کی وجہ سے برپا ہوا تھا چنانچہ ان کے علاوہ اگر کوئی دوسرا انسان بھی اتنی سمجھ بوجھ سے کام لیتا جس سے حضور نے لیا تھا تو اس کو بھی وہی کامیابی ملتی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی۔ اس لئے وہ پیغمبر نہیں بلکہ مدبر سیاستدان اور سپہ سالار تھے۔ اس پوری فلم سے یہ مجموعی تاثر قائم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بے دست و پا تھے اس لئے مظالم سہتے رہے لیکن جب مدینہ میں ان کو طاقت ملی تو انہوں نے قبائل کو منظم کر لیا اور کافر چونکہ غیر منظم تھے اسلئے مسلمان معرکۂ بدر میں کامیاب ہو گئے چنانچہ معرکۂ بدر میں کافروں کے لشکر کی بدنظمی اور مسلمانوں کے حُسنِ انتظام ہی کو نمایاں کیا گیا ہے مثلاً کافروں کے پاس جنگ سے پہلے ہی پانی موجود نہیں تھا چنانچہ ایک مشکیزہ پانی کے استعمال پر کافر لڑتے اور جھگڑتے دکھائی دیتے ہیں اور مسلمانوں کی فوج میں اتنا وافر مقدار میں پانی موجود ہے کہ صحابہ کرام وضو کرتے ہیں اور نمازیں ادا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی فوج حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں منظم ہے مگر کافروں کے حملے کا یہ عالم ہے کہ کافر خود ایک دوسرے کو کچلے دے رہے ہیں۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں سے زیادہ خود کو نقصان پہونچایا۔ حالانکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا قرآنی فیصلے کے مطابق یہ عقیدہ ہے کہ بدر اور تمام غزوات میں جو کامیابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں وہ حضور کا پیغمبرانہ اعجاز ہے اور عسکری تدبیر بھی پیغمبرانہ کاموں کا ہی ایک حصہ ہے۔ یہی نہیں بلکہ قرآن پاک میں ملائکہ کی نصرت کا بھی تذکرہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اگر کوئی سپہ سالار اس کام کو کرنا چاہتا تو اس کو یہ کامیابی نہ ملتی یہ کامیابی سراسر اللہ کی تائید و نصرت پر موقوف ہے۔

(۳) اس فلم میں مسلمانوں کو کفر کی زندگی میں جس معیارِ زندگی کا حامل بتایا گیا ہے اسلام کے بعد بھی اسی لباس اور اسی طرزِ معیشت میں بتایا گیا ہے حتیٰ کہ کفر کے لباس اور اسلام کے لباس میں بھی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ حضرت ابو سفیان چند صحابہ کے پاس جاتے ہیں وہ روٹیاں پورے ہاتھوں سے توڑ کر کھا رہے ہیں اور ابو سفیان کھڑے ہیں مگر وہ ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ یہ بات اسلامی اخلاق کے قطعاً منافی ہے خواہ ابو سفیان حالتِ کفر ہی میں کیوں نہ آئے ہوں، وہ اُن صحابہ کرام کے پاس آئے تھے جن کا اخلاق، اخلاقِ رسولؐ کا پرتو ہے کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اسلام صرف ایک مذہب ہے تہذیب نہیں، مسلمان کفر کی تہذیب کو بھی قبول کر سکتا ہے حالانکہ اسلام ایک مکمل مذہب بھی ہے اور ایک مکمل تہذیب بھی۔

فتح مکہ کے بعد کعبہ کے مطاف میں مسلمانوں کو مسرت اور خوشی میں اُچھلتے کودتے دکھایا گیا ہے حالانکہ مسلمانوں کی مسرت تمکنت اور وقار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی اور دل اللہ کے شکر سے لبریز تھا آنکھوں میں خوشی کے آنسو اور پیشانیوں میں شکر کے سجدے تڑپ رہے تھے بھلا اس حالت کا اس حالت سے کیا موازنہ جو فلم کے اندر پیش کی گئی ہے جس میں اسلام کے بعد بھی وہی بدو... لباس ہے جو اسلام سے پہلے تھی۔ یہ منظر یہ تاثر دیتا ہے کہ سوائے نماز اور اذان کے عادات و اطوار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔

(۴) حضرت بلالؓ کے لئے جس چہرے کا انتخاب ہوا ہے وہ قطعاً غلط ہے۔ حضرت بلالؓ دراز قد تھے چوڑے چکلے جسم کے مالک تھے چہرے پر گھنی داڑھی تھی اور حبشی الاصل ہونے کے باوجود باوقار شخصیت کے مالک تھے لباس پورے جسم کو ڈھکنے والا اور شریعت کے مطابق پہنتے تھے مگر اس فلم میں اسلام کے بعد بھی اسی غلامانہ لباس میں دکھایا گیا ہے جس لباس میں اسلام سے پہلے رہا کرتے تھے کیا وہ منظر جبکہ وہ مسجد نبوی میں خانہ کعبہ پر اور دوسری جگہوں میں اذان دیتے ہیں جنگوں میں شرکت کرتے ہیں اور کمر سے اوپر کوئی لباس نہیں ہے اس بات کی نشاندہی نہیں کرتا کہ اسلام نے حضرت بلال کو مؤذن تو بنا دیا مگر معیارِ زندگی میں کوئی ترقی نہیں ہوئی تھی۔ کیا فلم میں حضرت بلالؓ کی شبیہ کو دیکھ کر اس عظیم بلال کا تصور اُبھرتا ہے جس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا بلالؓ کہا کرتے تھے۔

(۵) حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ کفر میں جس شدت سے اسلام کی مخالفت کی تھی اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ خلوص و ایثار کے ساتھ انہوں نے اسلام کو آگے بڑھایا مگر اس فلم سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو سفیان نے اچانک فتح مکہ کے روز اسلام قبول کرتے وقت ان کا چہرہ ہر طرح کے تاثر سے عاری تھا۔ حتیٰ کہ سابقہ زندگی پر ندامت و انفعال کا کوئی اثر نہیں تھا حالانکہ ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذہن تدریجاً اسلام کی طرف مائل ہوا تھا اس تدریجی عمل کو چہرے سے نمایاں ہونا چاہئے تھا یونہی اگر ان کے قبولِ اسلام کے بعد ایک جملہ کہہ دیا گیا ہوتا کہ حضرت ابو سفیان نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کی بہت خدمت کی تو تاریخ سے ناواقف انسان بھی اپنے دل کو بے غبار لے کر سینما ہال سے نکلتا مگر حضرت ابو سفیان کا یہ سرسری اسلام، جو فلم کے اندر پیش کیا گیا ہے، غیر تعلیمیافتہ مسلمانوں کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر دے گا۔

(۶) ہندہ اور وحشی نے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو قتل کیا تھا اور یہ جسارت

کہا تھا کہ ایک وہ وقت تھا کہ مَیں نے اسلام کے بہترین آدمی حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا اور ایک یہ وقت ہے کہ آج کے بدترین دشمن اسلام مسیلمہ کو قتل کیا ہے۔

مگر اس فلم سے ایک فلم بین وحشی کے متعلق نفرت و غضب کا ایک سمندر لیئے ہوئے سینما ہال سے باہر نکلتا ہے اور ہزاروں گالیاں دیتا ہے (معاذ اللہ) حالانکہ اسلام کے بعد کفر کے بدترین گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اگر ان کی کفر کی زندگی کے بعد صرف دو جملے بڑھا دیئے گئے ہوتے کہ بعد میں یہ لوگ مسلمان ہوگئے تھے تو تاریخ سے ناواقف مسلمان بے غبار دل لے کر واپس لوٹتا۔

(۷) حضرت بلالؓ کے علاوہ اور صحابہ کرام کی صورتیں بھی انتہائی ناپسندیدہ انداز سے پیش کی گئی ہیں بلکہ صحابہ کے مقابلہ میں کافروں کے چہرے پرشکوہ اور وجیہہ بنا کر پیش کئے گئے ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ جو حضورؐ کے (قبل اسلام) متبنیٰ تھے یعنی منہ بولے بیٹے تھے، ان کو مایوس، لاابالی اور ہپیوں جیسے بال رکھنے والے نوجوانوں کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور چہرے پر داڑھی ایسی ہے جیسے دو روز سے شیو نہ کیا ہو۔ معاذ اللہ۔ کیا اس صورت کو دیکھ کر کوئی حضرت کے بارے میں اچھی رائے قائم کر سکتا ہے؟ آج لندن میں بچے گلیوں میں چلاتے پھرتے ہیں کہ حضورؐ کے منہ بولے بیٹے بھی جدید فیشن کے لمبے لمبے بال رکھتے تھے۔

(۸) فلم میں جگہ جگہ صحابیات کی مقدس صورتیں پیش کی گئی ہیں، کیا یہ اسلام کی غیرت کے منافی نہیں ہے؟ کیا مسلمان جس فلم کے پردہ پر اپنی ماں بہن کی تصویر دیکھنا گوارا کرے گا؟ اگرچہ وہ فرضی ہی کیوں نہ ہوں۔ منسوب تو درِ رسالت سے ہیں۔

(۹) کیا وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ کی تصویریں نہیں پیش کی گئیں ہیں اور بہت سے جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت امیر حمزہ سید الشہداء جو حضورؐ کے چچا ہیں ان کی تصویر پیش کی گئی ہے۔ کیا یہ احتیاط اور بداحتیاطی دونوں اس لئے نہیں ہے کہ خلفائے راشدین کی تصویریں پیش نہ کر کے مسلمانوں کو فریب احتیاط دیں گے اور بعض صحابہ کی تصویریں پیش کر کے آئندہ خلفاء کی تصویروں کے لئے جواز تلاش کریں گے؟

(۱۰) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو پیش کرنے میں اگر کامیابی ہوگئی تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آئندہ کی فلموں میں حضورؐ کا چہرہ نہ پیش کیا جائے گا؟ ہو سکتا ہے اس فلم سے فریب خوردہ مسلمان ہی یہ مطالبہ کر دیں کہ حضور کی شبیہ بھی پیش کی جائے اس کا امکان بھی ہے کہ مذاقِ فلم بینی اپنی تسکین کے لیے پیغمبر اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں غیر پیغمبرانہ فلم کا رنگ بھرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً ابتداءً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ پر جو فلم بنی اس میں ان کے منصب کو خدا کے برابر پیش کیا گیا لیکن رفتہ رفتہ عام انسان کی سطح پر لائے۔ اور اب ان کی جنسی زندگی پر فلم بن رہی ہے جس کے لئے عیسائی دُنیا سراپا احتجاج نظر آرہی ہے لیکن بے اثر ملحد دنیا یہ فلم ضرور بنائے گی۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ عیسائیت نے اپنے مقدس نبی کی زندگی کو پردۂ فلم پر پیش کرنے کی اجازت دے کر سخت غلطی کی تھی جس کی بناء پر آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "سیکس" تک بات آن پہنچی ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عقد بھی نہیں فرمایا تھا۔ پھر کیا بعید ہے کہ آج کے فلم بین کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اسی طرح کے مناظر پیش کئے جانے کی خبر سننی پڑے۔

(۱۱) ہم تاریخ اسلام سے واقف ہیں اسی لئے اس فلم کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں لیکن ایک غیر مسلم یا غیر تعلیم یافتہ انسان جس کو اسلام کے ابتدائی دَور کی تاریخ بھی نہ معلوم ہو کیا وہ اس فلم کو آسانی سے سمجھ سکے گا جبکہ تاریخی واقعات کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے والی کڑیاں درمیان درمیان سے غائب ہیں۔ صرف چند بڑے واقعات کو ایمائی انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ اور اگر کسی نے سمجھ بھی لیا تو آج کا انسان اُس دَور کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون کے لقب سے نوازا ہے اس طرح سے یہ فلم دراصل اسلام کی تضحیک کا سبب بنے گی۔

(۱۲) مندرجہ بالا تصریحات تو فلم کے ان مشاہداتی تاثرات سے متعلق ہیں۔ جو ایک فلم دیکھنے والا قبول کرے گا۔ لیکن اگر بالفرض "دی میسیج" ان تمام بدترین قباحتوں سے پاک ہوتی۔ جب بھی شریعت اسلامیہ میں حرام قرار دی جاتی۔ دُنیا کی غیر مسلم اقوام نے اپنے اکابر کی غلط اور محض ظن و تخمین کی بنا پر جو تمثیلیں بنائی تھیں آج ان کو حقیقی صورتیں سمجھ کر پوجا جا رہا ہے اور لوگ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ یہ ظن و تخمین کی پیداوار ہیں۔ یہی حال ان صورتوں کا بھی ہوگا جو بنام صحابہ پیش کی جا رہی ہیں اور بعد میں احترام حاصل کر لیں گی۔ مَیں نے بعض لوگوں کو اخبارات میں چھپی حضرت امیر حمزہؓ کی تصویر کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسلام کا یہ بہت بڑا کمال ہے کہ اس نے اپنے عظیم افراد کو مرئی اور مجسم شکل میں نہ پیش کر کے ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے سے بچا لیا ہے۔

ابھی تو فلم کے ڈائریکٹر مصطفےٰ عقاد صاحب کا یہ عالم ہے کہ وہ برطانیہ کے ہر شہر سے کچھ سربرآوردہ لوگوں سے ملاقات کر کے فلم کا مجموعی تاثر پوچھتے ہیں۔ مثلاً لندن اور بریڈ فورڈ وغیرہ میں ایسے لوگوں کو مدعو کیا گیا جن کا علم شریعت کے بارے میں صفر ہے ان لوگوں نے جو مجموعی تاثر دیا اس کو وہ سند جواز بنا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مصر میں بھی ایسے ہی علماء سے جواز لیا گیا ہوگا۔ خود مجھ سے گفتگو کے دوران انہوں نے یہ کہا کہ اچھائی یا بُرائی اس عمل میں ہے جو لوگ کرتے ہیں جبکہ دیکھنا گناہ نہیں ہے حالانکہ شریعت میں نگاہ بھی گنہ گار ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اس فلم میں کچھ misteaks ہیں جس کی وجہ ذہنی کی کمی ہے۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ اول تو اسلامی دُنیا اس فلم کو کبھی برداشت نہیں کرے گی اور اگر بعض عربی ملکتوں نے برداشت کر بھی لیا تو ہندوستان اور پاکستان کا مسلمان اسے کبھی گوارا نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ ابھی برّصغیر کے مسلمانوں کی دینی حس بیدار ہے۔

مَیں ورلڈ اسلامک مشن کے جوائنٹ سیکریٹری کی حیثیت سے دُنیا کے تمام مسلمانوں سے استدعا کرتا ہوں کہ اس فلم کا مکمل بائیکاٹ کریں اور مسلم حکومت کے سربراہوں سے استدعا کروں گا کہ اس فلم کو اپنے اپنے ملک میں نمائش کی ہرگز اجازت نہ دیں۔

{روز نامہ آزاد ہند کلکتہ ۱۱/۹/۷۶ و
روز نامہ الجمیعۃ دہلی ۱۴/۹/۷۶}

درخواستِ دُعا

مکرم عبدالنبی صاحب صدر جماعت گوری دیوی پیٹ کے ذریعہ مکرم شیخ مدار صاحب اور بعض دوسرے افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب جماعت نو مبائعین کی استقامت اور اسلام و احمدیت کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق پانے کیلئے دُعا فرمائیں۔ نو مبائعین نے شکرانہ کے طور پر ۵/- روپے ادا کئے ہیں۔

منیجر اخبار بدر قادیان

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے نفلی عبادات اور ذکر الٰہی کا ایک خصوصی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں۔ جس کے لئے ہر قصبہ، ہر شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جائے اور اس پر غور و تدبر کیا جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید[1] اور درود شریف اور استغفار کا وِرد روزانہ ۳۳۔۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دُعائیں روزانہ کم از کم گیارہ گیارہ بار پڑھی جائیں:-

(۱) — رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

(۲) — اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ
وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

[1] تسبیح و تحمید :- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

درود شریف :- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

استغفار :- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

تحریکِ جدید ۔ اور اُس کے خوشکن نتائج

از محترم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر کارکن تحریکِ جدید قادیان

۱۹۳۴ء میں جب کہ مجلسِ احرار نے احمدیت کے خلاف ایک وسیع فتنہ کھڑا کرکے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں خوفناک آگ بھڑکا رکھی تھی۔ اور اپنی طاقت اور وسائل کے بل بوتے پر یہ عزائم پختہ کر چکے تھے کہ خدا تعالیٰ کے لگائے ہوئے اس پودے کو اُکھاڑ کر پھینک دیں گے۔ اُس وقت ظاہری طور پر دیکھنے والوں کو یہی نظر آتا تھا کہ گویا احمدیت ایک چھوٹی اور کمزور سی کشتی ہے جو چاروں طرف سے ایک بہت بڑے ہیبت ناک طوفان میں گھری ہوئی ہے اور اُس کے بچنے کی کوئی صورت نہیں!

ایسے نامساعد حالات میں جب کہ احمدیت کی کشتی ایک بڑے طوفان میں گھر چکی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تائید و نصرت فرمائی۔ اور جماعت کی کشتی کو اس بھنور سے نکال ساحلِ عافیت سے ہمکنار کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلسِ احرار جس کی پشت پناہی پر دولتِ مشترکہ کا ہاتھ تھا اُس کے متعلق وحی خفی کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ۔

"میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔"

مخالفوں کے ناپاک منصوبوں اور عزائم کو ناکام و نامراد کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی بین الاقوامی ترقی کے لئے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک نئی تحریک کا القاء بھی فرمایا۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہ تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ تحریکِ جدید خدا نے جاری کی۔ میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دی پس یہ میری تحریک نہیں خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔"

اس آسمانی تحریک کے اجراء کا عظیم الشان مقصد یہ تھا کہ بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے مرکز قائم کئے جائیں اسی طرح اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہو اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے جائیں۔ تاکہ وہ الٰہی پیغام جو آج سے چودہ سو سال قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے دنیا کی ہدایت کے لئے آیا تھا۔ اس کو نئے سرے سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"تحریکِ جدید احیاءِ اسلام کا نام ہے۔ جدید وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ دنیا اس سے ناواقف ہوگئی تھی ورنہ درحقیقت وہ تحریک قدیم ہی ہے اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمیں ایک پرانی چیز کو نیا کہنا پڑا کیونکہ لوگ اُس سے ناواقف ہو چکے تھے۔ وہ جدید نہیں بلکہ قدیم ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے جس طرز پر زندگی بسر کی ہم تحریکِ جدید کے ذریعہ اس کے قریب قریب لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور اُس کے محبوب خلیفہ کی کاوشوں اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ تحریکِ جدید آج ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکی ہے جس کی شاخیں شیریں ثمرات سے لدی جا رہی ہیں۔ اس تحریک کے ذریعہ اکناف عالم میں تبلیغی مراکز قائم ہو رہے ہیں جن میں آئے دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع ہو رہے ہیں۔ اور اُن جگہوں پر جہاں لامذہبیت اور شرک کا دور دورہ ہے وہاں خدائے واحد کا نام بلند کیا جا رہا ہے اور کلمہ شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس تحریک کے ذریعہ احمدی مبلغین کو تبلیغی میدان میں بے مثال کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ جس کا غیر از جماعت کے سرکردہ افراد بھی برملا اقرار کر رہے ہیں۔ جیسا کہ جماعتِ اسلامی کا ترجمان ہفت روزہ "المنبر" لائل پور لکھتا ہے۔

"تحریکِ جدید نام ہے ایک منظم جدوجہد کا .... اس تحریک کے تحت پاکستان، ہندوستان، جرمنی، افریقہ اور دوسرے مسلم و غیر مسلم ممالک میں قادیانی مرکز قائم ہیں۔ اور وہ دن رات اس کوشش میں مصروف ہیں کہ عیسائیوں، مسلمانوں اور دوسری اقوام کو قادیانی بنائیں۔ یہ لوگ اس کام کے لئے زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ اپنی اولادیں وقف کرتے ہیں ...."

نیز لکھا کہ چونکہ اس وقت کے گورنر جنرل پاکستانی ملک غلام محمد اور تحقیقاتی کمیشن کے سربراہ جسٹس محمد منیر کو تازہ شائع شدہ ترجمہ قرآن مجید جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کیا گیا۔

"اس بناء پر مسٹر محمد منیر بار بار مسلمانوں کے نمائندوں سے سوال کیا کرتے کہ آپ لوگوں نے قرآن مجید کے کتنے تراجم غیر ملکی زبانوں میں کئے ہیں۔ اور آپ کا نظم غیر مسلم اقوام کو اسلام سے آشنا کرنے کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔"

(مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۱)

اسی طرح جوہنسبرگ سے مسٹر A.S.K. Joommal لکھتے ہیں۔

"The spread of Islam in East and west Africa is solely due to the unwavering efforts of the Ahmadis. No Sunni Aolim can claim this honour."

(ایسٹ افریقن ٹائمز نیروبی یکم اکتوبر ۱۹۶۳ء)

کہ مشرقی اور مغربی افریقہ میں اسلام کی اشاعت صرف جماعت احمدیہ کی پیہم کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کوئی سُنّی عالم اس اعزاز کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح امریکہ کے مشہور مستشرق ڈاکٹر زویمر ۱۹۲۴ء میں قادیان آئے اور قادیان کے دفاتر دیکھے لٹریچر لیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ پھر امریکہ پہنچ کر ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ انہوں نے عیسائی دنیا سے اپیل کی کہ اُسے جماعتِ احمدیہ کے مقابلہ کے لئے خاص تیاری کرنی چاہئیے کیونکہ احمدیت کا پیش کردہ اسلام جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ یورپ و امریکہ میں مضبوط ہو رہا ہے۔ اور "چرچ مشنری ریویو" میں ایک مضمون میں قادیان میں جماعت احمدیہ کی کارکردگی پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔"

(الفضل ۶ جنوری و ۱۸ جولائی ۱۹۷۵ء)

پس دہریت اور عیسائیت باوجود اپنے وسیع وسائل و اسباب کے احمدی مبلغین کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر میدان چھوڑ رہی ہے۔ اور عیسائیت کے منّاد اپنی پسپائی کا اقرار ان الفاظ میں کر رہے ہیں۔ کہ

"اسلام مغربی افریقہ میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے...... یہ مذہب آخر کار تمام علاقہ کو اپنی آغوش میں لے لیگا۔"

(نیویارک ٹائمز ۱۹۵۶ء)

اور اعتراف کر رہے ہیں کہ:۔

"یہ خوش کن توقع کہ گولڈ کوسٹ جلد ہی عیسائی بن جائے گا۔ اب معرض خطر میں ہے۔ اور یہ خطرہ بھی اس خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ عظیم ہے کیونکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک خاص تعداد احمدیت کی طرف کھنچی جا رہی ہے اور یقیناً یہ صورت حال عیسائیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے تاہم یہ فیصلہ ابھی باقی ہے کہ آئندہ افریقہ میں ہلال کا جھنڈا ہوگا یا صلیب کا۔"

(Christ or Muhammad.)

اور اب تو خدا کے فضل سے براعظم افریقہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے کے آثار نمایاں ہو رہے

چلے جا رہے ہیں اور وہ دن اب دور نہیں جب کہ سارا افریقہ اسلام کی آغوش میں آجائے گا۔

الغرض تحریکِ جدید کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام نہایت وسعت کے ساتھ بطریق احسن ہو رہا ہے۔ چنانچہ اسی پیغام کے لئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تحریک جدید کی اس غرض کو کہ

"تحریکِ جدید اسلام کے احیاء کا نام ہے"

پورا کرنے کے لئے جماعتِ احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس تاریخی دورہ نے ایک طرف تو لاکھوں احمدیوں کے لئے آبِ حیات کا کام دیا تو دوسری طرف عیسائیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ثابت ہوا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب جماعتِ احمدیہ کے سامنے ہمیں مستقل ہزیمت کا سامنا کرنا پڑیگا۔

تحریکِ جدید کو جاری کرنے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس دنیا سے تہذیبِ بد کو ختم کیا جائے اور ایک ایسی تہذیب دنیا میں قائم کی جائے جو اخلاقِ فاضلہ کی مظہر ہو۔ وہ تہذیب جو آج سے چودہ سو سال قبل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سکھائی تھی آج پھر ہم نے اس تہذیب کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ تاکہ دنیا امن اور سلامتی کا سانس لے سکے۔

ظاہر ہے کہ یہ کام بغیر مالی قربانی کے نہیں ہو سکتا اور جب تک ہم اپنے ذاتی اخراجات کو کم کر کے سلسلہ کی ضروریات کو مقدم نہ کریں یہ کام پورے نہیں ہو سکتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ جماعت کو اس روش پر چلاؤں جو صحابہؓ کی تھی اور ان کو سادگی کی عادت ڈالوں۔ مغربی تمدن کے اثرات اور ایشیائی تمدن کے گندے اثرات سے بھی ان کو علیحدہ رکھوں۔ جن کے کھانوں میں تنوع پایا جاتا ہے ایسے لوگ جانی اور مالی کسی قسم کی قربانی نہیں کر سکتے ہر ایک احمدی جو اس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔"

پھر حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں بلکہ دراصل دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔ اچھی طرح یاد رکھو کہ سادہ زندگی اس تحریک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔"

تحریکِ جدید کے ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت سے سادہ زندگی کا جو مطالبہ فرمایا تھا۔ موجودہ زمانے میں ہم نے بھی اس کی اہمیت کو دیکھ لیا کہ مختلف حکومتیں اس کی ضرورت کو کس شدت کے ساتھ محسوس کر رہی ہیں۔ آج ہمارے ملک میں بھی بعض چیزوں کی کمی کی وجہ سے یہ زور دیا جا رہا ہے کہ ایسی اشیاء کا استعمال کم کیا جائے جو آسانی سے میسر نہ آسکتی ہوں۔ لیکن موجودہ دور میں کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم سب ہی مسرفانہ امور سے سخت نالاں ہیں۔ لیکن ان باتوں سے احتراز کرنا اُن کے لئے محال ہو رہا ہے۔

چنانچہ جناب سید عزیز الشفیع صاحب بی ایس سی سپیشل جج دہلی سابق سیکرٹری وقف بورڈ اپنے ایک مبسوط مضمون میں مسلمانوں کے اسراف اور نیک کاموں میں انفاق سے محرومی پر تاسف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔ کہ

"مسلمانوں .... کے نزدیک عید میلاد، شب برات، تعزیہ داری کے موقع پر لاکھوں روپیہ خرچ کرنا اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ شادی بیاہ، عقیقہ اور بچوں کی سالگرہ اور ختنہ پر بے دریغ روپیہ خرچ کرنا ہمارا ایک مزاج بن چکا ہے ... مسلمان .... اب صرف روایات اور خاندانی نمود سے چمٹا ہوا ہے۔ اسلام کی روح کو بھول چکا ہے۔ اپنے بزرگوں کی سادہ زندگی اور ایمانداری اور صادق گوئی کی روش کو چھوڑ چکا ہے۔"

(ہفت روزہ الجمعیۃ ۲۵ اگست ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۳)

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جماعت احمدیہ نے کافی حد تک اپنے مقدس امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق سادہ زندگی کی تحریک پر عمل پیرا ہو کر اس کے بہترین نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس کے نتیجہ میں جماعت کے افراد میں غیر معمولی ایثار و قربانی کی ہمت پیدا ہو گئی ہے۔ اور جماعت کے غریب طبقہ کے افراد نے اپنے ذاتی اخراجات میں کفایت کر کے تبلیغی اور دینی ضروریات کے لئے مالی قربانی میں حصہ لے کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کیا ہے اور کر رہے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تحریک جدید کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے اس تحریک میں کمرِ ہمت باندھ کر جانی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا کرے۔

اور خصوصاً اب جب کہ تحریکِ جدید کے سالِ رواں کا اختتام ہو رہا ہے اور یکم نومبر سے نئے سال کا اعلان ہونے والا ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے وعدہ جات اور ادائیگی کا جائزہ لے کر نئے سال کے شروع ہونے سے قبل اپنا حساب بالکل صاف کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مالی قربانیوں کی ان ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ غلبۂ اسلام کے دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ و ذالک تقدیر العزیز العلیم ۞

× × ×

اخبارِ قادیان

۱۔ امتحان میں کامیابی:- مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ایم۔ اے ابن مکرم چوہدری محمد صادق صاحب سنگی درویش پہلے پولیٹیکل سائنس میں ایم۔ اے کر چکے ہوئے ہیں۔ اس سال موصوف نے ہسٹری میں ایم۔ اے پارٹ I کا امتحان دیا جس میں بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

۲۔ ناصرات الاحمدیہ قادیان کی دینی امتحان میں شرکت:- محترمہ سعیدہ محبوب صاحبہ

نگران ناصرات الاحمدیہ قادیان کی طرف سے اطلاع مظہر ہے کہ مورخہ ۲۳/۹/۷۶ کو ناصرات الاحمدیہ معیار سوئم اے کا دینی امتحان زبانی لیا گیا جس میں کُل ۳۷ بچیاں امتحان میں شریک ہوئیں اگلے روز یعنی ۲۴/۹/۷۶ کو معیار اوّل و دوم کی ۸۵ ناصرات تحریری امتحان میں شریک ہوئیں۔ نگران کے فرائض سیکرٹری ناصرات اور نصرت گرلز سکول کے سٹاف نے انجام دیئے۔ دونوں روز محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ دلوکل بنفسِ نفیس موجود رہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

۰ ـــ مورخہ ۲/۱۰/۷۶ کو مکرم مرزا محمد زمان صاحب درویش کے برادرِ نسبتی مکرم ملک بشیر احمد صاحب آف انگلینڈ زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور اُسی روز واپس تشریف لے گئے۔

۰ ـــ مورخہ ۱۹/۱۰/۷۶ کو مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش کے بھائی مکرم قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل سیاح زیارت مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔ اور مورخہ ۲۲/۱۰/۷۶ کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں موصوف کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں انہوں نے اپنے ۵۳ سالہ تبلیغی سفر کے ایمان افروز واقعات سنائے اور بتایا کہ اس عرصہ میں انہوں نے ساڑھے پچاس ہزار میل کا سفر سائیکل پر طے کیا اور اس دوران آٹھ سائیکل تبدیل کئے۔

۰ ـــ مورخہ ۲۳/۱۰/۷۶ کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کی زیر صدارت امانت گروپ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ایک تربیتی اجلاس ہوا۔ جس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم نعیم احمد صاحب گجراتی مکرم شرافت احمد خان صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ اور مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر زعیم امانت گروپ نے تقاریر کیں۔

آخر میں صدرِ مجلس نے خدام کو زرّیں نصائح سے نوازا۔ بعد دُعا جلسہ برخواست ہوا۔

۰ ـــ مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم حکمت اللہ صاحب کی ٹانگ کا پلستر عنقریب کھلنے والا ہے۔ احباب صحتِ کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

درخواستِ دُعا

خاکسار کے چچازاد بھائی مکرم نور محمد صاحب سائیکل مرچنٹ مسکیاں کے کاروبار میں ترقی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سلیم احمد ناصر قادیان

اُذکروا موتکم بالخیر

افسوس! مکرم امیر صاحب داؤد صاحب چکوڑی آف ننندگڑھ وفات پاگئے!

چند ماہ پیشتر مکرم عبد الغنی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بلگام وفات پاچکے ہیں۔ اُن کے سمدھی مکرم امیر صاحب داؤد صاحب چکوڑی مرحوم بھی ننندگڑھ ضلع بلگام کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ سالہا سال ننندگڑھ میں قیام فرما رہے اور یہی آپ کا وطن تھا۔ مکرم امام حسین صاحب مرحوم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ننندگڑھ اور مکرم امیر صاحب چکوڑی مرحوم دونوں شروع سے جماعتی کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں اور دونوں میں حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر پیار و محبت کے تعلقات تھے جو شروع سے آخر تک بدستور قائم رہے۔ مکرم امیر صاحب تعلیم یافتہ تھے پہلے مدرس کے طور پر ملازم رہے۔ بعد میں تجارتی کاروبار میں اپنی زندگی بسر کی اور اسی کاروبار میں اپنی اولاد کو لگایا۔ موصوف پر عسر و یسر کے دور آئے مگر تنگدستی میں بھی صابر و شاکر رہے۔ جب تجارت میں کسی قدر خسارہ محسوس کرتے تو قرب و جوار میں نئی جگہ تلاش کرکے اپنا کاروبار چلانے کی کوشش کرتے اور آخری عمر میں ننندگڑھ سے مستقل طور پر لونڈا منتقل ہو گئے۔

ہمیشہ مرحوم اور مرحوم کی اولاد کا سلسلہ کے کارکنوں سے مخلصانہ تعاون رہا ہے۔ اپنے مقامی مبلغوں کا خود بھی احترام فرماتے اور اپنی اولاد کو بھی موصوف نے یہی وصف ورثہ میں دیا ہے۔ تبلیغی مواقع خود بھی پیدا کرتے اور اپنے بیٹوں اور بہوؤں کی تبلیغ میں مساعی دیکھ کر خوش ہوتے۔ موصوف کے ساتھ اہلیہ اور دو فرزند لونڈا میں مقیم تھے۔ دونوں فرزند الگ الگ کاروبار کرتے ہیں اور مرحوم خود بھی پیرانہ سالی اور فالج زدہ ہونے کے باوجود اپنا الگ کاروبار کرتے رہے۔ معذوری میں بھی بیکار رہنا انکو پسند نہ تھا۔ خاکسار ماہ فروری ۷۶ء میں مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم کے بلانے پر بلگام گیا تھا۔ اُس وقت مکرم عبد الغنی صاحب مرحوم اور ان سے آخری ملاقات ہوئی۔ مرحوم سے ابتداء تقرر سے ہی شناسائی تھی۔ ہمیشہ خاکسار کی آمد کی اطلاع پاکر بہت اخلاص اور محبت سے ملاقات کرتے اور ہمیشہ اپنے گھر پر بُلا کر مہمان نوازی سے لطف اندوز فرماتے بڑی فراخ دلی سے مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ اپنی دعوت میں بالعموم تمام افراد جماعت کو شامل کیا کرتے تھے۔ اگر خاکسار کے دورہ کے وقت مستقر پر نہ ہوتے تو جہاں بھی ہوتے ناچیز کی آمد کی اطلاع پاکر ضرور ملاقات کے لئے آتے اور بہت اصرار اور محبت سے اپنے ہاں مدعو کرتے بلکہ خود ساتھ لے جاتے تھے۔ میرے ہر سفر میں ان کی ابتدائی اور آخری ملاقات اشکبار یا پُرنم آنکھوں سے مشاہدہ میں آتی رہی ہے۔ یہ تو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ مگر ان کی محبت۔ اخلاص اور تعاون کے نقوش دلوں پر ہمیشہ قائم رہیں گے۔ ان چند وفات یافتگان کا وجود میدانِ تبلیغ میں معاونین کا پہلا سرمایہ تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے بخشا تھا۔ انکی جدائی میرے لئے بہت المناک سانحہ ہے مرحوم پر کچھ عرصہ قبل فالج کا حملہ ہوا تھا آپ کی سب اولاد نے خصوصاً مکرم عبد اللطیف صاحب نے اپنے مرحوم باپ کی جان و دل سے خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے انکی خدمت کو قبول فرمایا اور ان کے والد صاحب کو صحت عطا فرمائی۔ صحت یابی کے بعد تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہے۔ اب ان کے صاحبزادوں اور مکرم حسن جانار ناٹیکواڑی کے خط سے پتہ چلا ہے کہ اپنے مستقر لونڈا میں مرحوم اس نماز عید میں شریک تھے۔ عید کے دوسرے دن یعنی پیر کی رات کو موصوف پر فالج کا دوسرا حملہ ہوا۔ چنانچہ آپ کے فرزند مکرم عبد اللطیف صاحب فوراً کار کا انتظام کرکے آپ کو علاج کے لئے بلگام لے گئے۔ جہاں ۲۴ گھنٹے کلینک میں بیہوش رہنے کے بعد ۲۹/۹/۷۶ کی رات کو گیارہ بجے کے قریب داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ان کی وفات کی اطلاع تمام قرب و جوار کے احمدی احباب اور عزیز و اقارب کو بذریعہ تار کی گئی۔ چنانچہ اکثر وقت پر جمع ہو گئے۔ فوری کار کا انتظام کرکے میت کو تہبلی لے جایا گیا۔ ایک گھنٹہ میں کار تہبلی پہنچ گئی۔ جماعتِ احمدیہ تہبلی کو پہلے سے اطلاع کی گئی تھی۔ تہبلی میں میت کو غسل دے کر نماز جنازہ ادا ہوئی اور احمدیہ قبرستان تہبلی میں مرحوم کی نعش کو سپرد خاک کیا گیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔ پسماندگان میں آپ کی یادگار آپ کی رفیقۂ حیات۔ چار فرزند اور چار دختران ہیں۔ جو سب کے سب صاحب اولاد ہیں۔ ان کے بعض عزیز و اقارب حسب ذیل ہیں۔ ۱۔ مکرم محمد عثمان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سورب ضلع شیموگہ انکے سمدھی ہیں۔ اُنکے فرزند مکرم منور احمد صاحب مرحوم کے داماد ہیں۔ ۲۔ مکرم محمود احمد صاحب رندرگ پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ تیماپور مرحوم کے داماد ہیں۔ ۳۔ مکرم عبد المنان صاحب آف گندیگواڑ جماعت احمدیہ ننندگڑھ ضلع بلگام کے پریذیڈنٹ ہیں۔ ۴۔ انکے فرزند مکرم عبد اللطیف صاحب اور مکرم مرزا احمد صاحب بھی جماعتی عہدیدار ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مولیٰ کریم مرحوم کی مغفرت فرمائے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ نیز ان کے جملہ پسماندگان اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے ہم سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

خاکسار۔ حکیم محمد دین عفی عنہٗ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی نیویارک میں اہم دینی و جماعتی مصروفیات

(بقیہ صفحہ ۸ سے)

یہ تو قائم رہے گا اسے مٹایا نہیں جاسکتا۔ میں عورتوں کے کسی حق کا انکار نہیں کر رہا بلکہ ان کے حقوق کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے میں ایک حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔ جہاں تک ان کے یکساں حقوق کا تعلق ہے اسلام نے مردوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ عورتوں کو ان کے حقوق ملتے رہیں اور ان میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔

آخر میں حضور نے فرمایا یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے کہ عیسائیت اس دور کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ مروجہ عیسائیت میں یہ اہلیت نہیں ہے کہ وہ لوگوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرا سکے۔ یہ اہلیت صرف اور صرف اسلام میں ہے۔ اسی حقیقت سے دنیا کو روشناس کرانے کے لئے اس زمانہ میں حسب بشارات نبی اکرم علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آئی ہے اور تمام مسائل کا حل اُس حقیقی اسلام پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے جسے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے از سرِ نو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

(الفضل ۱/۷۶)

درویشان قادیان

کے متعلق آپ کے مقدس اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

درویشان قادیان جو اپنے ذریعہ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدان عمل قادیان کی مختصر بستی تک محدود ہے وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ اُن کے ذریعہ معاش محدود ہیں .... اُن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اُن کی ہر طرح امداد کریں۔

پس وہ احباب جو خطیر رقم اس فنڈ میں نہیں دے سکتے تو وہ صرف ۱۲/- روپے سالانہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک ادا کرکے اپنے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر رضائے الٰہی حاصل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دُعا

مکرم شیخ محمود احمد صاحب ظہیر آبادی حیدرآباد نے مبلغ ۲۵/- روپے اعانت بدر کے لئے بھجواتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ مکرم بشیر احمد صاحب ٹیلر ظہیر آباد نئے احمدی ہوئے ہیں۔ یہ میرے نسبتی برادر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے اور انکی لڑکی عزیزہ طاہرہ بیگم کے ساتھ میرے فرزند عزیز شیخ ظفر احمد کی منگنی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین۔ مینجر اخبار بدر قادیان

"بٹالہ قادیان ریلوے لائن" اور ایک مفید مشورہ

از مکرم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب آف کلکتہ

چند سالوں سے خاکسار کو اس امر کا بار بار خیال آتا رہا ہے کہ کاریں ٹیکسیاں اور بسوں کی بکثرت آمد و رفت کی وجہ سے ٹرینوں کے ذریعہ سفر تقریباً بند نہیں تو بڑی حد تک کم ہو گیا ہے۔ جو ہم احمدیوں کے لئے قابل غور ہے۔ ۱۹۷۵ء یا ۱۹۷۴ء کے اخبار بدر میں رپورٹ شائع ہوئی کہ محکمہ ریلوے کے سامنے یہ مسئلہ آیا ہوا ہے کہ بٹالہ قادیان لائین میں حکومت کو نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے ریلوے کی اس لائن کو بند کر دیوے چنانچہ افسران تحقیقات کے لئے قادیان آئے۔ جماعت کی نمائندگی ہوئی اور اس وقت افسران کو تسلی کرائی گئی کہ متذکرہ لائن بند نہ کی جائے۔ فالحمد للہ۔ لیکن واقعی اگر نقصان والی پوزیشن ہو تو پھر یہ مسئلہ محکمہ ریلوے کے سامنے آئیگا۔ اور اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ کیا فیصلہ ہو۔ خدانخواستہ اگر یہ لائن بند ہو جائے تو جماعت کو بھی نقصان پہونچیگا۔ بٹالہ قادیان ریلوے لائن تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ پھر خلافت احمدیہ کے برکات کے نشانوں میں سے بھی ہے اس لائن کے اجراء کے لئے ہمارے اسلاف نے بڑی کوشش۔ قربانیاں اور جدوجہد کی تھیں۔ چنانچہ ایک بیان جو تاریخ احمدیت جلد ۵ سے معلوم ہوا اس کے مطالعہ سے احباب اس کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ کریں گے۔ خاکسار درج کرتا ہے۔ ہاں بعض نہایت اہم مواقع بھی ہوتے ہیں جب فوری طور پر سفر کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ ان مواقع کو نظر انداز کرتے ہوئے کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ ٹرین سے سفر کیا جائے۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ خوش نصیب وفدائیان احمدیت حیدر آباد والے کہ گذشتہ دو سالوں سے پوری بوگیاں ریزرو کرا کر جلسہ سالانہ کے موقع پر دارالامان کا سفر اختیار کرتے ہیں جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام قریب آگئے ہیں کیا ہی بہتر ہو کہ کلکتہ و دیگر علاقوں کے قافلے بھی ایسا ہی کریں غرض ہم احمدیوں پر واجب ہوتا ہے کہ بکثرت ٹرین سے ہی قادیان کا سفر اختیار کریں اور مقام روانگی سے ڈائرکٹ ٹکٹ قادیان اسٹیشن کا کریں۔ خدانخواستہ کسی وجہ سے دوسرے ذریعہ سے قادیان پہونچنے پر مجبور ہوں تو ان ٹکٹوں کو صیغہ امور عامہ کی معرفت قادیان اسٹیشن ماسٹر کو پہونچائیں تا آئندہ محکمہ ریلوے کو اس بابرکت اور نشان یافتہ اسٹیشن کو نقصان کی کوئی شکایت نہ ہو۔

کثرت مسافران قادیان کے تذکرے کئی تاریخی بیانات میں بھی آگئے ہیں جو تاریخ احمدیت و دوسری کتب سے پتہ لگتا ہے۔

"حضرت حاجی صاحب (میاں محمد موسیٰ صاحب نیلا گنبد لاہور) کی زندگی کا ایک خاص واقعہ یہ بھی ہے کہ آپنے ۱۹۱۵ء سے لیکر ۱۹۲۸ء تک کوشش کی کہ قادیان میں ریل جاری ہو جائے اس کوشش میں آپ کا تقریباً ۱۲/۱۳ ہزار روپے صرف ہوا۔ آپ نے اس غرض کے لئے وندوٹ کالری کی لائن کی نیلامی پر بولی دی جو ۲۰ میل کی لائن تھی ایسا ہی ایک دفعہ آگرہ کی طرف بھی بولی میں شامل ہوئے اور اس کے بعد ڈپٹی کمشنر گورداسپور اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے پاس بھی بارہا دفعہ پہونچے اور اس لائن کے لئے سوال اُٹھایا بلکہ ایک انجینئر ساتھ لے کر سری گوبند پور تک سروے بھی کیا اور باقاعدہ نقشہ تیار کروایا ایک تجویز یہ بھی کی کہ ایک کمپنی جاری ہو سکے جس کے حصہ دار ہوں اور وہ اس ریلوے کو جاری کر دیں آخر جب اس قسم کی درخواست ریلوے بورڈ میں دی گئی تو جواب ملا کہ یہ منصوبہ خود ہمارے زیر تجویز ہے اور اس کا نمبر ۱ مقرر کیا گیا ہے اس پر آپ نے ذاتی جد و جہد ترک کر دی کیونکہ آپ کا مقصد کسی نفع کا کمانا نہ تھا بلکہ ریل جاری کرانا تھا چنانچہ تین سال کے بعد قادیان میں ریل جاری ہو گئی چنانچہ جب امرتسر سے قادیان کی جانب پہلی گاڑی چلنے لگی تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج تمہاری کوشش کامیاب ہو گئی ہے (تاریخ احمدیت جلد ۵ ص ۴۵۲/۴۴۲)

حضور رضی اللہ عنہ نے بذات خود مع دیگر صحابہ مسیح پاک علیہ السلام و خدام بکثرت امرتسر سے قادیان پہلی ٹرین سے سفر اختیار فرمایا اور بڑی خوشی منائی گئی۔

ٹرین کے سفر سے جب دور سے منارۃ المسیح نظر آتا ہے تو جو اشتیاق و دعا کا منظر ہوتا ہے اور اس وقت روحانی جذبات میں جو تموج پیدا ہوتا ہے۔ وہ کار اور بسوں کے سفر میں کہاں۔ غرض عام طور پر اور خصوصاً جلسہ سالانہ کے عازمین سفر کو ٹرین کے ذریعہ سفر کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ وہ روحانی فوائد بھی حاصل ہوں اور ریلوے محکمہ میں اچھے ریکارڈ قائم رہے۔

ہفتہ تحریک جدید کے سلسلہ میں اجلاسات

۱۔ جماعت احمدیہ کلکتہ :-

جماعت احمدیہ کلکتہ نے ہفتہ تحریک جدید مورخہ ۱۸ اکتوبر تا ۱۵ اکتوبر منانے کا فیصلہ کیا تھا چنانچہ اس ضمن میں جلسہ مورخہ ۱۰ اکتوبر کو زیر صدارت مکرم جناب الحاج محمد شمس الدین صاحب مسجد احمدیہ میں صبح ۹½ بجے منعقد کیا گیا۔ جناب شہرۂ عالم صاحب کی تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے ایک تقریر کی جس کا عنوان تھا تحریک جدید کی برکات۔ عزیزہ عزیز نور الدین صاحب غالب نے تحریک جدید پر ایک مقالہ پیش کیا جس میں تحریک جدید کا پس منظر اور مطالبات تحریک جدید وغیرہ کا خاص ذکر تھا۔

اس کے بعد محترم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مشن انچارج نے تحریک جدید کی تحریک اور ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر تقریر کی۔

آخر میں جناب صاحب صدر نے تحریک جدید کی اہمیت بتاتے ہوئے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کیا۔ کہ یہی وہ تحریک ہے جس میں شامل ہو کر آپ صحابہ کرامؓ کے دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور ساری برکات آپ کو مل سکتی ہیں۔ جو پچھلوں کو مل چکی ہیں شرط یہ ہے کہ ہم اس کی اہمیت کو سمجھیں۔

بعد میں آپ نے ایک لمبی دعا کرائی اور مجلس برخواست ہوئی۔

خاکسار۔ فیروز الدین انور سیکرٹری تحریک جدید کلکتہ۔

۲۔ یادگیر :-

جماعت احمدیہ یادگیر میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۴ؔ کو محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر صدارت جلسہ تحریک جدید منعقد کیا گیا۔ مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب جینا کی تلاوت کلام پاک اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب شقل کی نظم کے بعد خاکسار منظور احمد مبلغ سلسلہ نے تحریک جدید کے جملہ پہلوؤں پر حاضرین مجلس کے سامنے روشنی ڈالی۔ اور اسی دوران سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی اُنیس مطالبات بھی جماعت کے سامنے رکھے۔ اور احباب کو اپنے وعدوں کی ادائیگی اور حیثیت کے مطابق وعدے کرنے کی تحریک کی۔

ازاں بعد صدر محترم نے تقریر کی اور دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس عرصہ میں یعنی ہفتہ تحریک جدید کے دوران نقد وصولی ۱۱۶۱/- روپے ہوئی۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ منظور احمد مبلغ یادگیر۔

۳۔ کٹک :-

مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ کٹک کی زیر صدارت مشن ہاؤس میں جلسہ تحریک جدید منایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید رفیع احمد صاحب بی۔ اے نے کی۔ اور نظم مکرم طیب احمد صاحب سلیم نے پڑھی۔ مکرم سید رفیع احمد صاحب بی۔ اے نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ انچارج نے تحریک جدید اور ہماری ذمہ داری کے متعلق تقریر کی آخر میں صدر جلسہ نے مطالبات تحریک جدید پر عمل کرنے کی تاکید کی۔ دُعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی انجام پایا۔

خاکسار۔ غلام مصطفیٰ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کٹک۔

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (منیجر بدر)

ابرار احمد ولد اسرار احمد امروہی کے متعلق ضروری اعلان

احباب ابرار احمد ولد اسرار احمد ساکن امروہہ یوپی سے محتاط رہیں جو بطور مشین مین مطبع صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازم رکھا گیا تھا لیکن مطبع کی ضروریات خریدنے امرتسر گیا تو وہاں سے فرار ہو گیا اور مطبع کا سامان بھی لے گیا دوبارہ سمجھا بجھا کر بلوایا گیا اور اس کی سابقہ غلطیوں پر درگذر کا وعدہ کیا گیا۔ لیکن وہ اسی دن دھوکا دے کر دوبارہ بھاگ گیا۔

حلیہ: سیاہ داڑھی۔ لمبوترا چہرہ۔ قد درمیانہ بدن چھریرا۔ رنگ سانولا عمر اندازاً ۲۵ - ۳۰ سال کے درمیان نہایت چالاک۔

آمدہ اطلاعات کے مطابق اس درمیانی عرصہ میں وہ مدراس بیاڈگیر حیدرآباد اور دیگر کئی جماعتوں کے چکر لگا چکا ہے احباب اس شخص سے محتاط رہیں اور جس جماعت میں بھی پہنچے جماعت نظارت امور عامہ کو آگاہ کرے

ناظر امور عامہ قادیان

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۷ ستمبر کو بعد نماز عشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل لندن میں میرے بھائی مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب (ڈائریکٹر آف انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس ٹریسٹ اٹلی) کی دختر عزیزہ آصفہ سلام صاحبہ کا نکاح عزیزم شہاب الدین سعدی صاحب (ابن مکرم صلاح الدین سعدی صاحب مرحوم برادر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد سابق امام مسجد لندن) سے بعوض ایک ہزار پونڈ حق مہر پڑھا اور بعدہ لمبی دعا فرمائی درویشان و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر رنگ میں باعث برکت بنائے آمین

خاکسار: چوہدری محمد عبد الرشید آف لندن ابن حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ ملتان

فلم دی میسج اور اس کی نمائش (بقیہ اداریہ ۲۹)

نہ کرائیں

یہاں تک تو ہم نے ان حضرات کی تائید میں اپنا نقطۂ نظر پیش کیا جو اس قسم کی فلموں کے بنائے جانے اور نمائش کے لئے پیش کئے جانے کے خلاف ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خود مسلمانوں میں سے بھی ایک خاصی تعداد ایسے افراد کی ہے جو اس کو نہ صرف برا نہیں جانتے بلکہ برا جاننے والوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں اور انہیں میں خود وہ طبقہ بھی شامل ہے جس نے یہ فلم تیار کی یا جنہوں نے تیاری میں کسی نہ کسی طور سے معاونت کی یا اب وہ اس کی نمائش کے خلاف نہیں وہ کہتے ہیں کہ فلم کو دیکھنے کے بعد ہی اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے جس کا سیدھا اور صاف مطلب تو یہ ہے کہ وہ ایک طریق سے اس فلم کی عام نمائش کے لئے میدان ہموار کرنا چاہتے ہیں وہ گویا اس نوع کی فلم کی اس بنیادی حیثیت کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں کہ کسی بھی فلم کی تیاری میں فلمساز کے اپنے تخیلات کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے کوئی فلمساز خواہ کیسا ہی نیک نیت کیوں نہ ہو اس کی پرواز تخیل اور اس کی ذاتی روحانی حیثیت بہر حال اس کے اپنے ظرف، حالات اور علم کے دائرہ میں محدود ہوتی ہے۔ وہ پیشہ ور اداکار جسے کسی بھی شخصیت کا پارٹ ادا کرنے کا منصب تفویض ہوا ہے۔ اپنے غیر روحانی وجود میں اس بلند پایہ روحانی بزرگ کی وہ مخصوص قسم کی کشش اور جاذبیت اپنی اداکاری میں کہاں سے پیدا کرے گا یا کر سکتا ہے جو اس بزرگ کی ذات سے مخصوص ہے ایک پیشہ ور اداکار تو چند باتوں کی محض نقل اتار سکتا ہے لیکن نقل اور اصل میں جو نمایاں فرق ہے وہ سب پر ظاہر و باہر ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی موجودہ زمانہ میں ضعیف الاعتقادی کو بھی کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس کی طرف مبسوط مضمون میں ۱۲ ویں درجہ کے تحت اپنے عقیدہ کی بنا پر ذکر کیا گیا ہے یہ صورتِ حال ایسی نہیں جسے معمولی سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ دینی اعتبار سے ایسی باتیں نہایت درجہ خطرناک نتائج کو جنم دینے کا باعث بن سکتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ شرک کے موقع پر بہت زیادہ محتاط رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

دکھائی جانے والی فلم کے حق میں بات کرنے والے اسے اسلام کی تبلیغ اور تعارف کا بہترین ذریعہ بھی بتا رہے ہیں لیکن اس بارہ میں خود بھی دھوکہ خوردہ ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈال رہے ہیں جہاں تک اسلام کی تبلیغ و تعارف کا تعلق ہے احمدیہ جماعت اس بارے میں کہیں زیادہ عملی تجربہ رکھتی ہے حقیقت یہ ہے کہ فی زمانہ فلم محض تفریح کے لئے دیکھے جاتے ہیں کوئی فلم بین بھی متلاشیٔ حق بن کر کسی سینما ہال میں نہیں جاتا ہے۔ حال ہی میں لنڈن میں اسلامی ثقافتی میلہ لگایا گیا جسے ہزاروں ہزار افراد نے دیکھا کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس ثقافتی میلہ کو دیکھ کر کتنے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ صرف اور صرف اظہارِ حقیقت ہے کہ جتنے دن لنڈن شہر میں اسلامی ثقافتی میلہ لگا رہا اور اسے اسلام کی تبلیغ و تعارف کے لئے بہت مفید اور کارآمد قرار دیا گیا۔ اتنے دنوں میں احمدیہ جماعت کے ان مبلغین نے جو ساری دنیا میں اسلام کی ذاتی خوبیوں اور اس کے انوار و برکات سے زیرِ تبلیغ افراد کو آشنا کر کے ان کے دلوں میں اسلام سے ایسی محبت اور الفت پیدا کر دینے میں کامیاب ہوئے کہ وہ سینکڑوں کی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو کر نسلی مسلمانوں کے دوش بدوش اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مستعد و تیار ہو گئے

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی دلوں پر حکومت ہے مگر کھیل تماشوں اور تفریحات کے ذریعہ دلوں کے اندر خدا کی جستجو اور اس کے حقیقی تعلق کی لگن پیدا نہیں ہوا کرتی اس کے لئے تو اسلام کی وہ اندرونی کشش اور جاذبیت ہے جو اس کے باخدا مذہب ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے اسلام اپنی ان ذاتی خوبیوں کے ذریعہ صدرِ اوّل میں بھی متعارف ہوا اور اس کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچا اور اس زمانہ میں بھی اسی طریق سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت ممکن ہے بیشک ایسی فلمیں بھی کسی آئندہ زمانہ میں بنیں گی جو اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں ممد و معاون ثابت ہوں گی لیکن ان کے تیار کئے جانے اور نمائش کا انداز ہرگز وہ نہیں ہوگا۔ جو آج کی نام نہاد فلم "دی میسج" میں اپنایا گیا ہے کاش مسلمان اس حقیقت کو سمجھ جائیں اور چور دروازے سے مسلمانوں کی رہی سہی دینی روح کو بھی مسخ کر دینے سے باز آ جائیں۔ اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مصداق نہ بنیں!! العیاذ باللہ

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

۱۔ سینگ اور گھاس سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر دنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر

خط و کتابت کا پتہ:-

THE KERALA HORNS EMPORIUM.
T.C. 38/528 MANACAUD TRIVANDRUM
(KERALA) PIN. 595009

PHONE NO - 2351
P.B NO - 128
Cable "CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار، موٹر سائیکل، سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS
32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY
MADRAS - 600004
Phone no 76360

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تاحال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عنداللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ

باغ اور بہشتی مقبرہ کے اردگرد زر کثیر خرچ کر کے پختہ چار دیواری وقت کے اہم تقاضہ کے پیش نظر بنائی گئی تھی۔ اس چار دیواری کی مرمت کے لئے دفتر بہشتی مقبرہ میں ایک مد "مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ" مشروط بآمد رکھی گئی ہے۔ یعنی اس غرض کے لئے بوقت ضرورت خزانہ صدر انجمن احمدیہ سے خرچ نہیں ہو سکیگا۔ البتہ احباب جماعت میں تحریک کر کے حاصل ہونے والی رقم سے مرمت کے اخراجات ہونگے۔

اس وقت بہشتی مقبرہ کی غربی دیوار کا ایک حصہ جسکے پچھلی طرف خاصہ نشیب ہے گر چکا ہے اور اگر فوری طور پر اس کو دوبارہ تعمیر نہ کیا گیا تو بہشتی مقبرہ کی حفاظت کو سخت نقصان پہنچے گا۔ ہماری امانتی مد مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ میں اسوقت بہت قلیل رقم موجود ہے۔ اور بار بار اعلان کرنے کے باوجود اس وقت بہت تھوڑی رقم موصول ہوئی ہے ضرورت ہے کہ مخیر احباب فوری طور پر اس مد میں رقوم بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ دیوار کو تعمیر کیا جائے اور بہشتی مقبرہ کی حفاظت میں خلل نہ پڑے۔

رقوم محاسب صاحب کے نام بر مد مرمت چار دیواری بہشتی مقبرہ میں بھجوائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت اور مخیر احباب کو جلد اس ضروری فرض سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

احمدیہ کانفرنس جمشید پور (بہار)

قارئین بدر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۰ اور ۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء بروز سنیچر اور اتوار جماعت احمدیہ جمشید پور کی طرف سے احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں ہر مذہب اور ملت کے علماء اپنے اپنے پیشواؤں اور ان کی تعلیم اور زندگی کے بارہ میں تقریر فرمائیں گے۔

لہٰذا زیادہ سے زیادہ احباب کانفرنس میں شمولیت کی کوشش فرمائیں نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کرے آمین۔

خاکسار

ناصر احمد
صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

پتہ:-
NASIR AHMAD
P.O. MANGO JAMSHEDPUR
(BIHAR)

پروگرام دورہ محترم مولوی ظہیر احمد صاحب قمر فاضل انسپکٹر بیت المال

برائے صوبہ یوپی و راجستھان

جملہ جماعتہائے احمدیہ یوپی و راجستھان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب موصوف مورخہ ۸/۱۱ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق چیکنگ حسابات و وصولی چندہ جات لازمی و دیگر کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ حسب سابق انسپکٹر صاحب کے ساتھ پورا تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان
26 اکتوبر 1976

نام جماعت	تاریخ ورود	ایام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ ورود	ایام	تاریخ روانگی
قادیان	-		۸/۱۱/۷۶	فیض آباد	۲۶/۱۱/۷۶	۱	۲۸/۱۱/۷۶
کلکتہ	۱۰/۱۱/۷۶	۱	۱۱/۱۱/۷۶	گونڈہ	۲۸	۱	۲۹
ادے پور کشن گنج	۱۲/۱۱/۷۶	۱	۱۳	لکھنؤ	۳۰		۱/۱۲/۷۶
جے پور	۱۳	۱	۱۴	شاہجہانپور، کٹیا	۱/۱۲/۷۶	۲	۴
سانڈھن براستہ اچھنیرا	۱۵	۱	۱۶	بریلی	۴	۱	۵
فالج نگر براستہ آگرہ	۱۶	۱	۱۷	سردار نگر	۵	۱	۶
مین پوری علی پور کھیڑہ	۱۷	۱	۱۸	امروہہ	۶	۲	۸
نگلہ گھنو	۱۸	۱	۱۹	دہلی	۸	۱	۹
چہ گاؤں	۱۹	۱	۲۰	میرٹھ انچولی	۹	۲	۱۱
راٹھ سکلا مودہا	۲۱	۲	۲۳	تھانہ بھون براستہ مظفر نگر	۱۱	۱	۱۲
کانپور، لکھنؤ، دھن شہر پور	۲۳	۲	۲۵	بھاری پور، بجنور / بہادر آباد براستہ رڑکی	۱۳	۲	۱۵
بنارس، بدوہی	۲۵	۱	۲۶	قادیان	۱۷/۱۲/۷۶	x	x

وہ پھول — جو مرجھا گئے

مندرجہ بالا عنوان سے فوت ہونے والے درویش بھائیوں کے متعلق خاکسار نے بدر میں جو مختصر مضامین شائع کرائے تھے وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے موقع پر کتابی صورت میں شائع کروا دئے جائیں گے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بہتر طور پر اس کتاب کو مرتب کرنے کی توفیق خاکسار کو عطا فرمائے اور درویش بھائیوں کے جذبۂ خلوص و قربانی کا ذکر نافع الناس ہو۔ یاد رہے کہ یہ مضامین گذشتہ سے پیوستہ چند پھول جو مرجھا گئے" کے عنوان سے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔

یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہاں کے تمام درویشوں کے فوٹو بھی ساتھ شائع کئے جائیں اکثر فوٹو مل چکے ہیں اور بعض کی تلاش جاری ہے۔

خاکسار کی سابقہ کتاب "اردو ادب کا اکبریہ دبستان" پر جماعت کے ہر طبقہ کے بزرگوں اور بھائیوں نے جو تبصرے کئے ہیں وہ بھی اس کتاب کے آخر میں شامل ہوں گے۔

خاکسار:- نذیر احمد گجراتی درویش قادیان

درخواست دعا

محترم چوہدری عبد الرشید صاحب (برادر جناب ڈاکٹر پروفیسر عبد السلام صاحب لندن) کا بیٹا عزیز نگین رشید بیمار اور کمزور ہے احباب سے دعائے صحت عاجلہ کاملہ کی درخواست ہے۔

خاکسار:- ملک صلاح الدین درویش قادیان